

مجلس دعوۃ الحق پرنام بٹ کا تبلیغی و اصلاحی ترجمان

ماہنامہ

دعوۃ الحق

رمضان المبارک ۱۴۴۴ھ مطابق اپریل ۲۰۲۳ء

نصرتِ خداوندی کا ضابطہ

بہت صاف اور موٹی سی بات ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے مدد چاہتے ہیں، ہم اللہ تعالیٰ سے اس کے انعام کو چاہتے ہیں، تو کیا اللہ تعالیٰ کو راضی کر کے یہ چیزیں حاصل ہوں گی یا ناراض کر کے؟ سوچو! کسی نے پہلے ہی سے اپنے والد کو ناراض کر رکھا ہے، اس کے بعد اب کسی نے اس کو ستایا یا مارا پیٹا، تو ایسی صورت میں کیا ہوگا؟ والد جو اس کے بڑے ہیں وہ تو خود ہی اس سے ناراض ہیں تو اب اس کی مدد کون کرے گا؟ والد کی مدد، ان کی تائید اور شفقت اگر چاہتا ہے تو اس کا طریقہ یہی ہے کہ پہلے ان سے معافی مانگ کر ان کو راضی کرے، پھر اس کے بعد ان کی عنایت اس کو حاصل ہوگی، ایسے ہی اللہ تعالیٰ کا انعام اور اس کی مدد ہم چاہتے ہیں تو پہلے ان سے تعلق کو صحیح اور قوی کریں، کوئی گناہ ہو رہا ہے، کوئی غلطی ہو رہی ہے تو اس کی تلافی کر کے ان کو راضی کریں۔

شیخ المشائخ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نور اللہ مرقدہ

زیرِ سرپرستی

طبیب الامت مرجع العلما عارف باللہ حضرت اقدس شاہ حکیم محمد کلیم اللہ صاحب دامت برکاتہم





رمضان المبارک سنہ ۱۴۴۴ھ مطابق اپریل سنہ ۲۰۲۳ء جلد نمبر ۲۰ شمارہ نمبر ۶

اندرون ملک

قیمت فی پرچہ .... ۱۰ روپے

سالانہ زرِتعاون .... ۱۰۰ روپے

ششماہی زرِتعاون ...... ۵۵ روپے

منجانب

مقامی مجلس دعوۃ الحق، پرنام بٹ

خط وکتابت و ترسیل کا پتہ

مقامی مجلس دعوۃ الحق، پرنام بٹ، ٹملناڈو۔ (انڈیا)

DAWAT-UL-HAQ

#43 Mulla Street, Pernambut - 635 810.
(Vellore Dist. Tamil Nadu) INDIA
Email: mudeer@dawatulhaq.in
www.dawatulhaq.in

طابع و ناشر

طابع و ناشر حکیم وصی اللہ نے

جے۔ یم۔ پراسس چینئی سے چھپوا کر دفترِ دعوۃ الحق پرنام بٹ سے شائع کیا

آئینہ

ہر نصیحت ہمارے لئے آئینہ ہے آیئے اپنی سدھار کی فکر کریں

نفس کی ہر وقت دیکھ بھال کرتا رہے، نفس کی چال بڑی باریک اور خفیہ ہوتی

دینی کتب و رسائل کا احترام ہر مسلمان کا فرض ہے

رمضان المبارک ۱۴۴۴ھ





نکاح عبادت ہے

حضرت مولانا عبدالستار صاحب مدظلہ

اللہ نے ہمیں دینِ اسلام کی شکل میں ایک مکمل نظامِ زندگی عطا فرمایا ہے خوشی ہو یا غمی، بازار کی اور تجارت کی زندگی ہو یا معاشرتی زندگی کے نقشہ ہوں، دین ہماری رہنمائی کرتا ہے۔ کچھ ذہن ایسا بن گیا ہے کہ شاید ان تقریبات اور ان شادیوں کا دین سے تعلق نہیں۔ نماز کا دین سے تعلق ہے تو جیسے شریعت کہتی ہے ہم ویسے نماز پڑھتے ہیں، روزہ کا شریعت سے تعلق ہے جانتے ہیں سب، تو جیسے شریعت کہتی ہے ویسے روزہ رکھتے ہیں، عمرہ، حج بھی شریعت کی چیز ہے، جیسے شریعت کہتی ہے ویسے عمرہ اور حج کرتے ہیں۔ قربانی شریعت کی چیز ہے جیسے شریعت کہتی ہے ویسے ذبح کرتے ہیں، لیکن آج کل کے مسلمان یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ شادی تو ایک دنیوی چیز ہے، اس لئے جیسے مرضی کرلیں۔ یہ دعوت، یہ تقریبات، یہ ولیمہ یہ تو ایک دنیوی چیز ہے، جو من میں آئے ویسے کرنا چاہئے، اس لئے نئے سے نئے طور طریقے اس میں رواج پا رہے ہیں۔

شادی فطری ضرورت ہے۔ رشتۂ ازدواج اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ارشادات سے اس رشتہ کی خوبصورتی اور اس کے مبارک ہونے کا اظہار یوں فرمایا کہ ''نکاح تو میرا طریقہ، میری سنت ہے۔ ایک شخص کہنے لگا کہ یارسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ازدواجی رشتہ سے دور رہنا چاہتا ہوں، رات عبادت میں گذارنا چاہتا ہوں، دن میں روزہ رکھنا چاہتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں، نہیں میں نے شادی کی ہے اور یہ نکاح میری سنت ہے اور جو نہیں کرتا اس کا میری اُمت سے تعلق نہیں''۔

اَلنِّکَاحُ مِنْ سُنَّتِیْ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ

یہ تو میرا طریقہ ہے، فطری ضرورت ہے، ہمارے دین کی مبارک سنت ہے، بہت اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے۔ ہم نماز پڑھتے ہیں، سلام پھیرتے ہی عبادت ختم، سبحان اللہ نکاح ایسی عبادت ہے کہ جب تک میاں بیوی محبت سے زندگی گذارتے ہیں، مسلسل عبادت میں ہیں۔ ایسی اعلیٰ عبادت کہ یہ اُسے محبت کی نظر سے دیکھے وہ اِسے محبت کی نظر دیکھے دونوں کو اللہ اپنی رحمت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ ذہن یہ بن گیا ہے کہ شادی رواج کے مطابق کرنی ہے۔ یہاں سوسائٹی کو دیکھنا ہے، یہاں معاشرہ کو دیکھنا ہے، یہاں اسٹیٹس کو دیکھنا ہے، یہاں رواج میں کیا چل رہا ہے اُسے کرنا ہے، یہ عبادت تھی، اُسے اتنا مشکل بنادیا کہ اب حرام سستا ہوگیا، حلال مہنگا ہوگیا۔ معاشرہ کے رسم ورواج میں اُسے اتنا مہنگا کردیا کہ حرام کے راستے چوپٹ کھل گئے، حلال کرنا مشکل ہوگیا۔ ایک ماں کیلئے اپنی بیٹی کو عزت کے ساتھ رخصت کرنا ایک باپ کیلئے اپنی بیٹی کو عزت کے ساتھ رخصت کرنا مشکل ہوگیا۔ بیٹھے بیٹھے اس کے سر کے بال سفید ہوگئے، نوجوان کی کمر اور گھٹنوں میں درد ہوگیا، اس لئے کہ وہ معاشرہ کے اسٹیٹس پر نہیں اُتر پارہا، رسم

ورواج ہیں وہ اسے پورے نہیں کر پارہا، کیا ظلم ہے؟

پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے ''اس ازدواجی رشتہ میں برکت وہاں ہوگی جہاں لڑکے اور لڑکی والوں پر بوجھ کم ہوگا''۔ لیکن اب رسم ورواج کا بوجھ اتنا ہے برداشت ہی نہیں ہورہا ہے۔ یہ قرضیں لے رہا ہے، یہ دُکھی ہے، یہ غمزدہ ہے، یہ پریشانی میں رات دن گذار رہا ہے، معاشرہ کا اسٹیٹس پورا نہیں کرپارہا۔ کچھ لوگوں کے متعلق بہت اچھی باتیں سننے کو ملتی ہیں، مثلاً یہ ہر سال رمضان میں عمرہ کرتا ہے۔ یہ صاحبِ حیثیت ہے، ہر سال حج کررہا ہے، یہ شخص تو پورا رمضان حرم میں گذارتا ہے، یہ سب کچھ بہت اچھا ہے، لیکن کیا ہی اچھا ہو کہ یہ سننے کو ملے کہ بڑا صاحبِ حیثیت ہے اور اس نے شادی اپنی بچی اور بچے کی سنت کے مطابق کی ہے۔ اللہ کرے یہ عبادت بھی زندہ ہو، یہ سنت بھی زندہ ہو کہ اللہ نے بہت دیا ہے، لیکن اس خوشی کی گھڑی میں اپنے مولیٰ کو نہیں بھولا اور اسے یوں کیا جیسے یہ دین تھا، عبادت تھی، سنت تھی، یوں کیا یہ بھی سننے کو ملنا چاہئے۔

عام طور پر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نکاح پڑھایا کرتے تھے اور اس مجلس میں مختصر سی مجلس ہوتی تھی اور ایک پیغام دیا کرتے تھے، جو لڑکی والوں کیلئے بھی ہوتا لڑکے والوں کیلئے بھی ہوتا اور ان تین چار آیات میں ایک پیغام تکرار سے ہوتا تھا اور وہ ہوتا تھا ''اللہ سے ڈرنا، اللہ سے ڈرنا، اللہ سے ڈرنا، اللہ سے ڈرنا'' ایک ہی بات چار مرتبہ !!! تکلیف آجائے، بیماری آجائے، مصیبت آجائے، پریشانی آجائے، اللہ یاد آجاتا ہے، لیکن خوشیوں میں اللہ کو بھول جاتا ہے۔

پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو نبض شناس ہیں نا! اس اُمت کے سب سے زیادہ مزاج شناس ہیں، خیر خواہ اور دور اندیش ہیں، تلقین تھی کہ یہی تو وہ موقع ہے آزمائش کا کہ تم اللہ کو یاد رکھتے ہو یا بھول جاتے ہو، پھوپھی کو منت کرلے گا، خالہ کو راضی کرلے گا، خالو کے پاؤں پڑ جائے گا، سبھی کو اس خوشی کے موقع پر راضی کرے گا، لیکن دل کھول کر جس کو ناراض کرے گا وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ناراض کرے گا، جو کچھ ہونے لگا ہے یہ تو ہندو بھی نہیں کرتے تھے، بیٹیاں ناچ رہی ہیں، سب کے سامنے مرد وعورت کا اختلاط ہے، اپنے تمام تر نقشوں کے ساتھ محفلوں میں آنا جانا ہے، بے حیائی کی بھی کوئی انتہا ہوتی ہے، حد ہوتی ہے، لیکن ہر آئے روز بڑھتی چلی جارہی ہے، حد ہی کوئی نہیں، شریف گھرانوں میں جہاں اس گندگی کا تصور نہیں تھا، لیکن چونکہ نکیر نہیں رہی، روک ٹوک ختم ہوگئی، کہنا سننا ختم ہوگیا، حد ہو رہی ہے، اور جب ان گناہوں کا رِی ایکشن آتا ہے تو پھر سر پیٹتے ہیں، کسی کچھ کر دیا ہے۔

ارے میاں! گناہوں کی نحوستوں کا رِی ایکشن تو ہوگا، دیر سویر ہوگی، لیکن اس کا تھپڑ تو آئے گا۔ اس کی سزا تو ملے گی اور پھر اس گناہ میں شدت اور بڑھ جاتی ہے، جب گناہ ہی اسٹیٹس بن جائے جس سے گناہ ہوتا ہے، شرمندہ ہے، نادم ہے، اندر سے دل دکھی ہے، اُمید ہے اللہ کی رحمت سے، اللہ کے فضل سے اس گندگی کی نحوست سے بچ جائے گا، لیکن جب گناہ ہی اسٹیٹس بن جائے کہ ناچنے والی ایسی بلائی ہے جسے کسی نے نہیں بلایا ہو۔ زمین والوں کے اعمال سے اللہ کے طرف سے فیصلے آیا کرتے ہیں۔



محشر میں زمین گواہی دے گی

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نوراللہ مرقدہٗ

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۔ وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ۔ وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَالَهَا ۔ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ۔ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا ۔

ترجمہ: جب زمین اپنی سخت جنبش سے ہلائی جاوے گی اور زمین اپنے بوجھ باہر نکال پھینکے گی اور (اس حالت کو دیکھ کر کافر) آدمی کہے گا کہ اس کو کیا ہوا، اس روز اپنی سب (اچھی بُری) خبریں بیان کرنے لگے گی اس سبب سے کہ آپ کے رب کا اس کو یہی حکم ہوگا۔

جب حشر برپا ہوگا اس دن زمین کے پیٹ اور پیٹھ کی ساری چیزیں ظاہر ہوجائیں گی۔ مردے، سونا، چاندی اور دیگر جو بھی دفینے اور معدنیات زمین کے اندر ہیں، اس کیلئے آپس میں لڑتے جھگڑتے ہیں، خون خرابہ ہوتا ہے، لیکن اس دن یہ باہر پڑے ہوں گے اور کوئی نظر اُٹھا کر دیکھنے والا نہ ہوگا اور سب جان لیں گے یہ کس قدر بے حقیقت ہیں۔

اس طرح مؤمن اور کافر ہر انسان سے جو بھی اچھا عمل یا بُرا عمل صادر ہوتا ہے، وہ زمین ہی پر ہوتا ہے۔ آج یہ زمین بے زبان ہے، لیکن حشر کے دن قادرِ مطلق کے حکم سے زمین میں قوتِ گویائی آجائے گی، یعنی ساکت ناطق ہوجائے گی اور چھوٹے بڑے، اچھے بُرے، ہر ہر واقعہ کی پوری پوری شہادت پیش کرے گی۔ گویا آج یہ زمین زندگی کے تمام

اقوال وافعال اور حرکات وسکنات کو جوں کا توں ٹیپ کر رہی ہے کل ٹیپ کا بند کھول دیا جائے گا اور پورا ٹیپ کیا ہوا مواد سامنے آجائے گا مثلاً کہے گی کہ فلاں شخص نے نماز پڑھی تھی، فلاں فلاں کی مصیبت میں کام آیا تھا، فلاں ہر کارِ خیر میں آگے بڑھ کر حصہ لیتا تھا، فلاں اللہ کے سامنے سرِ نیاز خم نہ کرتا تھا اور اس کے ہر حکم سے سرتابی کرتا تھا، فلاں نے چوری کی تھی، ظلم کیا تھا، خونِ ناحق بہایا تھا۔ ان حقائق کو قرآن مجید کی ان آیات میں بیان کیا گیا ہے۔

زمین کی اس عظیم شہادت کے پیشِ نظر شیخ محی الدین ابن عربی نے ایک بڑی حکیمانہ بات ارشاد فرمائی، فرماتے ہیں کہ جس زمین پر انسان سے کسی گناہ کا صدور ہوجائے تو اسے چاہئے کہ اس جگہ کوئی نیک کام بھی کر دے تاکہ وہ زمین جو حشر کے دن اس کے گناہوں کی گواہی دے، ساتھ ہی نیکی کی شہادت بھی پیش کرے اور معاملہ برابر ہوجائے بلکہ نیکی پر تو وعدہ ایک پر دس دینے کا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ جب آپ بیت المال کا سارا مال اہلِ حقوق میں تقسیم فرمادیتے اور بیت المال خالی ہوجاتا تو اس میں دو رکعت نماز ادا کرتے اور پھر فرماتے، تجھے قیامت میں شہادت دینی ہوگی کہ میں نے تجھ کو حق کے ساتھ بھرا اور حق ہی کے ساتھ خالی کر دیا۔ اس لئے زمین پر رہتے ہوئے ہمیں غافل نہیں رہنا چاہئے بلکہ ہم ہوشیار اور چوکنا رہیں کہ ایک دن وہ آنے والا ہے جس دن زمین ہمارے تمام اعمال اور حرکات وسکنات کی ٹھیک ٹھیک گواہی اللہ کے حضور پیش کرے گی، بڑے خوش نصیب ہوں گے وہ لوگ جن کے حق میں زمین کی گواہی نجات کا ذریعہ ہے۔





ماہنامہ دعوۃ الحق
رمضان المبارک ۱۴۴۴ھ اپریل 2023ء

ماہِ رمضان کی برکتیں

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَى الَّذِینَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُونَ۔ (البقرۃ: ۱۸۳)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں، جس طرح تم سے پہلی اُمت پر فرض کئے گئے تھے (روزوں کا یہ حکم تم کو اس لئے دیا گیا ہے) تا کہ تم میں تقویٰ پیدا ہو۔

روزہ چونکہ انسان کی قوتِ بہیمی کو اس کی ملکوتی اور روحانی قوت کے تابع رکھنے اور اللہ کے احکام کے مقابلہ میں نفس کی خواہشات اور پیٹ اور شہوت کے تقاضوں کو دبانے کی عادت ڈالنے کا خاص ذریعہ اور وسیلہ ہے، اس لئے اگلی اُمتوں کو بھی اس کا حکم دیا گیا، اگرچہ روزوں کی مدّت اور بعض دوسرے تفصیلی احکام میں ان امتوں کے خاص حالات اور ضروریات کے لحاظ سے کچھ فرق بھی تھا۔ اس آخری اُمت کیلئے جس کا دور دنیا کے آخری دن تک ہے، سال میں ایک مہینے کے روزے کا وقت طلوعِ سحر سے غروبِ آفتاب تک رکھا گیا اور بلاشبہ یہ مدّت اور یہ قوت مذکورہ بالا مقصد کیلئے اس دور کے واسطے مناسب ترین اور نہایت معتدل مدّت اور وقت ہے، اس سے کم میں ریاضت اور نفس کی تربیت کا مقصد حاصل نہیں ہوتا۔ پھر اس کیلئے مہینہ وہ مقرر کیا گیا، جس میں قرآن مجید کا نزول ہوا اور جس میں بے حساب رحمتوں اور برکتوں والی رات (لیلۃ القدر) ہوتی ہے، ظاہر

ہے کہ یہی مبارک مہینہ اس کیلئے سب سے زیادہ موزوں اور مناسب ہوسکتا تھا۔ پھر اس مہینے میں روزے کے علاوہ رات میں بھی ایک خاص عبادت کا اجتماعی نظام قائم کیا گیا ہے، جو تراویح کی شکل میں اُمت پر رائج ہے۔ دن کے روزوں کے ساتھ رات کی تراویح کی برکات مل جانے سے اس مبارک مہینے کی نورانیت اور تاثیر میں وہ اضافہ ہوجاتا ہے، جس کو اپنے اپنے ادراک واحساس کے مطابق ہر بندہ محسوس کرتا ہے، جو ان باتوں سے کچھ بھی تعلق اور مناسبت نہیں رکھتا ہے۔

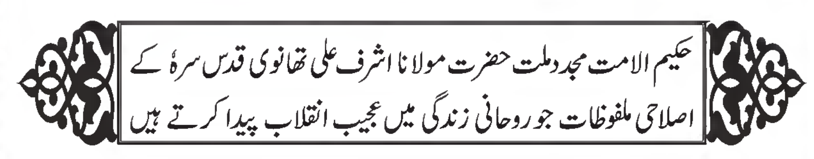
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ اَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ وَكَانَ اَجْوَدَ مَا يَكُوْنُ فِيْ رَمَضَانَ كَانَ جِبْرَئِيْلُ يَلْقَاهُ كُلَّ لَيْلَةٍ فِيْ رَمَضَانَ يَعْرِضُ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ الْقُرْاٰنَ فَاِذَا لَقِيَهُ جِبْرَئِيْلُ كَانَ اَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ۔ (رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیر کی بخشش اور خلق اللہ کی نفع رسانی میں اللہ کے سب بندوں سے فائق تھے اور رمضان مبارک میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ کریمانہ صفت اور زیادہ ترقی کرجاتی تھی۔ رمضان کی ہر رات میں جبرائیل امین علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو قرآن مجید سناتے تھے تو جب روزانہ جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ سے ملتے تو آپ ﷺ کی اس کریمانہ نفع رسانی اور خیر کی بخشش میں اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی ہواؤں سے زیادہ تیزی آجاتی تھی اور زور پیدا ہوجاتا تھا۔

تشریح: گویا رمضان المبارک کا مہینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طبع مبارک کیلئے نہار ونشاط اور نشرِ خیر کی صفت میں ترقی کا مہینہ تھا اور اس میں اس چیز کو بھی دخل تھا کہ اس مہینے کی ہر رات میں اللہ کے خاص پیغمبر جبرائیل امین علیہ السلام آتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو قرآن مجید سناتے تھے۔







فرمایا کہ حضرت شاہ عبدالقدوس صاحب گنگوہی قدس سرہ کی عجیب شان ہے کہ آپ کے گھر فاقہ کی نوبت رہتی تھی کبھی بیوی کہتیں کہ اب برداشت نہیں کچھ انتظام کیجئے فرماتے انتظام ہورہا ہے دریافت کرتیں کہاں؟ فرماتے جنت میں، اسطرح کہنے پر وہ راضی ہوجاتیں کیا ٹھکانا ہے اس قوت ایمان کا حضرت کی بیوی کے پاس ایک چاندی کا ہار تھا حضرت جب مکان میں تشریف لاتے تو فرماتے کہ مکان میں سے دنیا کی بو آتی ہے مطلب یہ تھا کہ ہمارے گھر میں مال ودولت نہ ہونا چاہئے۔ایک مرتبہ حضرت شیخ کے یہاں ایک بزرگ مہمان تشریف لائے ان سے بیوی صاحبہ نے شکایت کی کہ ایک ہار میرے پاس ہے میں نے اس خیال سے رکھا ہے کہ شاید رکن الدین صاحبزادہ کی شادی میں دو چار مہمان آجائیں تو ان کو فاقہ کی تکلیف نہ ہو۔ مگر شیخ اس کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور مجھ کو دق کرتے ہیں ان کو منع کردیجئے۔ شیخ نے ان سے فرمایا کہ میاں تمہیں اپنی دنیا میں سے بو آتی ہے یا ساری دنیا کی مخلوق سے بو آتی ہے آج سے ان کو دق نہ کیجئے گا کیا آپ نے ساری دنیا کا ٹھیکہ لیا ہے اس کے بعد سے

حضرت شیخ نے اس ہار کے متعلق بیوی سے کچھ نہیں فرمایا یہ حالت تھی بزرگوں کے احترام اور اتباع کی آج کل یہ باتیں مفقود ہیں بلکہ قریب قریب معدوم کے ہیں۔

فرمایا کہ تارکانِ دنیا کی اولاد کو اکثر اتنی دنیا دی گئی کہ وہ صاحبِ ثروت، صاحبِ عزت، صاحبِ جاہ، صاحبِ مال ہوئے مگر فطری یا نسلی اثر جو اللہ نے ان کو دیا ہے وہ ان میں پھر بھی باقی رہتا ہے اور وہ اثر اس قدر ہے کہ حضرت شیخ عبدالقدوسؒ کی اولاد میں ایک صاحب اچھے رئیس تھے مگر کھانا کھاتے ہوئے ان کے کان میں ایک سپیرے کی بین کی آواز پڑ گئی کھانا چھوڑ کر اس کے قدموں میں جا پڑے تڑپنے لگے جو مناسبت فطری خلقی اللہ کی دی ہوئی ہوتی ہے اس کا اثر رہتا ہی ہے ہمارے حضرت مولانا محمد یعقوب رحمۃ اللہ علیہ فطری تواضع کے ساتھ خوش پوشاک بھی بہت تھے جس سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ مولانا کے مزاج میں تکلف ہے مگر واقع میں لطافت تھی اب مولانا کے فطری تواضع کا واقعہ سنئے ایک روز دیکھا گیا کہ مولانا نے بجائے کسی کپڑے وغیرہ کے بان کی رسّی کا کمر بند ڈال رکھا ہے پوچھنے پر فرمایا کہ اس وقت جلدی تھی کون تلاش کرتا اصل مقصود اس سے بھی حاصل ہے۔ حضرت مولانا گنگوہیؒ کے مزاج میں بے حد لطافت تھی ہر لطیف چیز پسند تھی مگر فطری تواضع کی یہ کیفیت تھی کہ ایک مرتبہ حضرت مولانا محمد یعقوب رحمۃ اللہ علیہ پیدل سفر کر کے گنگوہ پہنچے جماعت کھڑی ہو چکی تھی نماز شروع ہونے کو تھی کہ لوگوں نے دیکھ کر خوشی میں کہا کہ مولانا آ گئے مولانا آ گئے حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ مصلّے پر پہنچ چکے تھے یہ سن کر

نگاہ اُٹھا کر مولانا کو دیکھا تو مصلّے سے واپس ہو کر صف میں آ کر کھڑے ہو گئے اور حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے نماز پڑھانے کیلئے فرمایا مولانا سیدھے مصلّے پر پہنچے چونکہ پیدل سفر کر کے تشریف لے گئے تھے پاجامہ کے پائینچے چڑھے ہوئے تھے اور پیر گرد آلود تھے مگر غایت سادگی سے اسی ہیئت میں مصلّے کی طرف چلے جب حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی محاذات (برابر) میں پہنچے تو مولانا نے صف میں سے آگے بڑھ کر اپنے رومال سے پہلے پیروں کی گرد صاف کئے اور پھر پائینچے اُتارے اور فرمایا اب نماز پڑھایئے اور خود واپس صف میں آ کر کھڑے ہوئے مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نماز پڑھائی حالانکہ حضرت مولانا محمد یعقوب حضرت گنگوہی کا اس قدر ادب کرتے تھے کہ جیسے استاذ کا ادب کرتے ہیں اس کے بعد حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے کسی سے فرمایا کہ مجھ کو اس سے بے حد مسرت ہوئی کہ مولانا نے میری خدمت سے انکار نہیں فرمایا قبول فرمالی سچ تو یہ ہے کہ ایسے حضرات اور ایسی جماعت نظر سے نہیں گذری جنہوں نے عالم کی سیاحت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ عالم میں ایسی جماعت نہیں سو میں نے تو ان حضرات کو دیکھا ہے ان حضرات کی طرز معاشرت میری آنکھوں میں ہے اس لئے وہی باتیں پسند ہیں اور اس لئے آج کل کے جو یہ لوگ باتیں بناتے پھرتے ہیں میری نظر میں یہ ایک طفل مکتب کے برابر بھی وقعت نہیں رکھتے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ناسمجھ بچے ہیں کھیل کود کرتے پھرتے ہیں اور سچ تو یہ ہے کہ اب تو اپنے بزرگوں سے نسبت ہونے کا نام ہی نام رہ گیا کام ان کا سا ایک بھی نہیں۔



ارشاداتِ محی السنہ رحمہ اللہ

مرتب: عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہ

شیخ المشائخ محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نور اللہ مرقدہ کے روح پرور انقلابی اور معرفت سے بھرپور مجالس پیشِ خدمت ہیں۔

ارشاد فرمایا کہ وساوس کا آنا مطلق مضر نہیں بلکہ وساوس سے جو حیرانی اور پریشانی ہوتی ہے۔ اس سے گناہ معاف ہوتے ہیں، درجات بلند ہوتے ہیں عُجب و کبر کے جراثیم ہلاک ہوتے ہیں۔ البتہ وساوس کا لانا مضر ہے۔ پس اپنے اختیار سے وساوس کو نہ لائے اور نہ مشغول ہو، پھر بھی آئیں تو اس طرف التفات نہ کرے اور فوراً کسی دینی یا جائز دنیوی خیال و فکر میں اپنے کو مشغول کرلے۔ کیونکہ قاعدہ کلیہ ہے۔ ''اَلنَّفْسُ لَا تَتَوَجَّهُ اِلٰی شَیْئَیْنِ فِیْ اٰنٍ وَاحِدٍ'' نفس ایک وقت میں دو شئے کی طرف متوجہ نہیں ہوسکتا، پس عموماً مصروف لوگوں کو وساوس کم آتے ہیں، نیز وساوس کو نہ دفع کرنے کی کوشش کرے نہ ان کو باقی رکھنے کی کوشش کرے۔ بس ان کی طرف التفات ہی نہ کرے۔ جیسے بجلی کا تار کہ اس کو ہٹاؤ تو بھی مضر اور اگر پکڑو تو بھی مضر۔ نیز بوقت ہجوم وساوس یہ سوچے کہ حق تعالیٰ کی کیا قدرت ہے کہ چھوٹے سے قلب میں خیالات کا سمندر موج مار رہا ہے۔ اور ہم کس قدر بے بس و عاجز ہیں کہ ان خیالات کے دفع کرنے پر قادر نہیں۔ اس طرح جب یہ وساوس معرفت کا سبب بن جاویں گے تو شیطان بڑا ہی مایوس ہوگا اور حدیث پاک کی یہ دُعا بھی کرلیں۔

اللّٰهُمَّ اجْعَلْ وَسَاوِسَ قَلْبِيْ خَشْيَتَكَ وَذِكْرَكَ

''اے اللہ ہمارے دل کے وساوس کو اپنا ذکر اور اپنی خشیت بنا دیجئے''

حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ان ارشادات مذکورہ کو نظم میں بھی فرمادیا ہے۔ جن کو یاد کر لینا بڑا نفع بخش ہے ۔

وساوس جو آتے ہیں اس کا ہو غم کیوں ۔۔۔ عبث اپنے جی کو جلانا بُرا ہے
خبر تجھ کو اتنی بھی ناداں نہیں ہے ۔۔۔ وساوس کا لانا کہ آنا بُرا ہے۔

ارشاد فرمایا کہ وساوس کا علاج عدم التفات اور علم سے جواب نہ دینا اور کسی کام میں لگ جانا ہے۔ اور جب تک وساوس کو مکروہ اور ناگوار سمجھتا رہے گا کچھ گناہ نہیں اور نہ کچھ ضرر ہے البتہ جسمانی کلفت ہوگی، اس کو برداشت کرلے اور اس مجاہدہ پر ثواب اور انعام لے۔

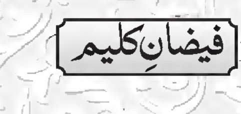
ارشاد فرمایا کہ برے خیالات سے دین کو کوئی ضرر و نقصان نہیں ہے۔ برے برے خیالات اور وسوسے آتے ہیں تو آنے دو۔ شیطان تو اپنا کام کرتا رہے گا۔ غلط مشورے دیتا رہے گا۔ بس اس کے مشورے پر عمل نہ کرے۔ بعض لوگوں کو نماز میں وسوسے آتے ہیں، خیالات آتے ہیں، آنے دو۔ اس سے نماز میں کوئی خرابی نہیں ہوتی۔ اس کو دور کرنے کی فکر نہ کرو۔ ورنہ وسوسے اور آنے لگیں گے۔ اس کا معاملہ بالکل کتے کی طرح ہے کہ وہ بھونکتا ہے، اسے بھونکنے دو، تم چلتے چلے جاؤ، اپنے کام میں لگے رہو۔ اگر اس کی طرف متوجہ ہو گئے، اس کو بھگانے لگے تو وہ اور بھونکنے لگے گا، پیچھے لگ جائے گا، یہی معاملہ وسوسہ کا ہے، اس کو ختم کرنے کی فکر میں نہ لگے بلکہ نماز اگر پڑھ رہا ہے تو نماز کے ارکان و اجزاء کی طرف متوجہ ہو جائے۔ امام کے پیچھے ہے تو یہ سوچنے لگے کہ امام نے اب یہ پڑھا ہوگا۔ اگر نماز کے باہر ہے تو اللہ کے ذکر میں لگ جائے یا کوئی دینی کتاب پڑھنے لگ جائے یا کسی اور کام میں لگ جائے۔ وسوسے کا علاج یہی ہے کہ

اس کو نہ چھیڑے، جہاں چھیڑا بس وہیں پیچھے لگ جائے گا۔ اس کو ختم کرنے کی فکر نہ کرے بس اپنے کام میں لگا رہے یہی اس کا اصل علاج ہے۔

ارشاد فرمایا کہ کوئی خواہش پیدا ہوئی، بس اس کا اتباع کرلیا، وہ خواہش ٹھیک ہے یا نہیں ہے اس کی فکر نہ ہو، بُری خواہش کا ہونا یہ بری بات نہیں ہے، خواہشات تو پیدا ہوتی رہتی ہیں، یہ تو غیر اختیاری چیز ہے، اس پر کوئی ممانعت نہیں ہے، کسی کو گناہ کی خواہش ہوئی تو یہ کوئی گناہ نہیں ہے، کسی گناہ کی رُغبت ہو تو یہ بھی گناہ نہیں ہے اس کو ایک کھلی ہوئی مثال سے سمجھا جاسکتا ہے کہ روزہ میں پانی پینے کی خواہش ہوتی ہے کہ نہیں؟ ہوتی ہے، کھانے کی خواہش ہوتی ہے کہ نہیں؟ ہوتی ہے، تو کیا اس سے گناہ ہوتا ہے اور اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟ نہیں روزہ نہیں ٹوٹتا تو اس سے یہ معلوم ہوا کہ گناہ کی خواہش پیدا ہو، بُری خواہش پیدا ہو تو یہ گناہ نہیں ہے۔ خواہش اگر خواہش کے درجہ میں ہو تو یہ مضر نہیں ہے، ہاں مضر کیا چیز ہے؟ گناہ کیا چیز ہے؟ اس بُری اور ناجائز خواہش پر عمل کرنا۔ یہ مضر ہے، ویسے کسی کو خواہش پیدا ہوئی کہ فلاں کی چیز بکس سے نکال کر کھالو کسی کے پیسے چرالو، لیکن اس خواہش کو دبالیا، اس پر عمل نہیں کیا۔ تو اس پر اجر ملے گا کیونکہ گناہ سے رُک گیا، گناہ سے رُکنے میں تو اجر ہے۔

روزہ کی حالت میں پیاس لگ رہی ہے، پانی کی خواہش ہو رہی ہے، اگر پانی پی لیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ لہٰذا پیاس کو ضبط کرتا ہے پیاس کو دباتا ہے اس پر اجر ملے گا۔ اسی لئے حدیث پاک میں فرمایا کہ مہلکات میں سے بُری خواہش کا پیدا ہونا نہیں ہے بلکہ مہلکات میں سے جو چیز ہے وہ بُری خواہش ناجائز خواہش کہ جس کی اتباع کی جائے، خواہش کے مقتضاء پر عمل کرلیا جائے۔ اگر اس ناجائز خواہش کے مقتضاء پر عمل کرلیا جائے تو وہ مہلکات میں سے ہے اور اگر ناجائز خواہش کو دبایا جائے تو پھر وہ مہلکات میں سے نہیں ہے بلکہ اس پر اس کو انعام و اجر ملے گا۔





ملفوظاتِ طبیب الامت

مرتب: حضرت مولانا مفتی خواجہ معصوم ثاقب صاحب مدظلہ

طبیب الامۃ مرجع العلماء حضرت حکیم شاہ کلیم اللہ صاحب دامت برکاتہم کی صحبت کیمیاء اثر کے چند نقوش جو قارئین دعوۃ الحق کے پیش خدمت ہیں

ایک واقعہ یاد آیا: مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ان کے ایک مرید دور سے آرہے تھے بیچ میں ندی حائل تھی اس پر انہوں نے ایک چادر بچھادیا، پار ہوگئے جب گنگوہ پہنچے، ڈانٹ پڑی۔ ایک جملہ ارشاد فرمایا کہ ”یہاں جادوگروں کا کام نہیں ہے کشتی سے کیوں نہیں آئے“ فوراً پکڑلیا۔ ہم ہوتے تو ماشاء اللہ بہت باکمال ہے، یہ ہے، وہ ہے، ہر طرف کرامتوں کی شہرت کردیتے مگر یہاں تو گرفت ہورہی ہے۔

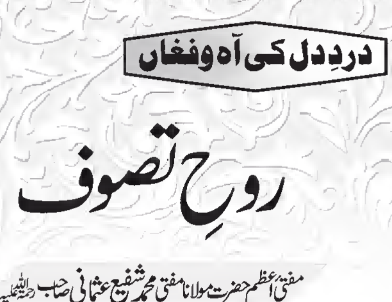
دوسرا واقعہ شاہ وصی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں گیا دلّی، ایک بزرگ تھے دوسرے سلسلے کے، وہ توجہ ڈال رہے تھے، مجھے غیرت ہوئی کہ میرا شیخ کامل اور میں اس سے توجہ لوں؟ میں نے توجہ ڈالنا شروع کردیا۔ کچھ ہی دیر میں لوٹ پوٹ ہونے لگے۔ یہ اُٹھ کر چلے گئے وہاں سے، اس کی اطلاع کی مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو۔ حضرت نے فرمایا یہ جملہ حضرت تھانوی کا ہے ”انہوں نے بچوں جیسا کھیل کیا تم نے ایسا کیوں کیا؟“ اور کوئی ہوتا تو ماشاء اللہ بہت باکمال ہوگئے، انہوں نے فرمائش کی سزا ملی۔ انہوں نے بچوں جیسا کھیل کیا تم نے ایسا کیوں کیا؟

ہمارے اکابر بہت کچھ جانتے تھے، مگر وہ مخفی رکھتے تھے سارے کرامات کو مخفی رکھتے تھے۔ آج ہم لوگ ڈھنڈورا پیٹتے ہیں، کوئی بات ہوگئی کرامت ہوگئی۔ یہ تو اللہ کی طرف سے ہے، فضل ربی ہے، مرضیٔ الٰہی تھا ہوگیا۔ دُعا کرتے رہو اسی لئے آپ ہر راز کو چھپاتے تھے، ہم لوگ ظاہر کرتے ہیں مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ''انہوں نے بچوں جیسا کھیل کیا تم نے ایسا کیوں کیا؟''۔ بیس مرتبہ استغفار پڑھو! یہی حال میرے شیخ کا بھی تھا، بعض کرامات شروع سے ہی تھے، بہت مخفی رکھا انہوں نے، ظاہر نہیں ہونے دیا، عربی عالم تھے ابھی انتقال ہوا ہے شیخ العفیفی ان کے اندر ایک بات تھی، میں نے خود دیکھا لوگ آتے تھے، بیٹھے ہوئے تھے چائے والی بات تھی دودھ نہیں تھا، انہوں نے کہا میں ابھی لاتا ہوں، کہیں سے لانا تھا یہاں سے کچھ وقت تو لگے گا؟ ایک لمحے میں دودھ آگیا، اسی کو ولایت کہتے ہیں، انہوں نے اتنی جلدی لا دیا کہ لوگ حیرت میں پڑ گئے کہ کیسے آ گئے اتنی جلدی۔ انہوں نے یہ نہیں کہا کہ میری کرامت ہے۔ ایسے ہی جانا تھا سفر پر، جیپ میں جگہ نہیں تھی کہا میں پیدل چلتا ہوں روانہ ہوگئے، قیام گاہ پہلے پہنچ گئے، جیپ بعد میں پہنچی۔ وضو کر کے بیٹھے، کہا بھائی کب پہنچے؟ میں تو آ گیا ہوں لیکن یہ ظاہر نہیں کیا کہ میری کرامت تھی۔ ہر ولی کے ساتھ کرامت ہوتی ہے لیکن ہم لوگ ظاہر کر دیتے ہیں۔ بالکل نہیں اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اس کے حکم سے ہوتا ہے ہمارے اکابر نے بہت نکیر کی اس بات کی۔ آج کل صاحب بڑے با کرامت بزرگ ہیں۔ اسی لئے گئے تھے تم؟ سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ سنت پر عمل کرو مستقلاً، یہ ہے کرامت۔

آج لوگ اس پر غور نہیں کرتے۔ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص میری خدمت میں رہا دس سال۔ وہ جانے لگے میں نے کہا بھائی کیا بات ہے؟ مجھ سے کوئی غلطی ہوگئی؟ کہا نہیں میں دس سال آپ کے یہاں رہا مجھے کوئی کرامت نظر نہیں آئی آپ کی۔ انہوں نے کہا یہ بتاؤ! میرا کوئی کام سنت کے خلاف دیکھا تم نے کہا خلافِ سنت تو نہیں ہے۔ کہا اس سے بڑی کرامت کیا ہوسکتی ہے؟ تم نااہل ہو میرے یہاں سے چلے جاؤ۔ آج کل مرید ایسے ہوتے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ تشہیر نہیں کیا، قوم زیادہ اسی طرف جارہی ہے۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب امت کے صلحاء کے اعمال ایسے ہیں تو اُمت کی دُعا کیسے قبول ہوگی؟ دُعا قبول نہیں ہوگی تمہاری۔ ہمارے اعمال ٹھیک نہیں ہیں اور چاہتے ہیں کام ہوجائے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دو رکعت پڑھیں کام ہوگیا، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرح پڑھ کر تو دکھاؤ پہلے۔ ایسی نماز تو نہیں ہے ہماری۔ بیان بازی ہوتی ہے۔ سیکھا ہی نہیں۔ اچھے اچھے لوگ بھی۔ ہم لوگ حنفی ہیں اکیاون سنتیں ہیں۔ سناؤ! جانتے بھی نہیں۔ کونسی بڑی بات ہے صاحب؟ عارف باللہ وہ شخص کہلائے گا جو سنت کی اتباع کرے گا۔ یہ عارف باللہ ہے۔ اعمالِ صالحہ بھی کرے گا شریعت کے موافق کرے گا، اپنی طرف سے نہیں۔ لکھا ہے کہ ذکر کرنا اولیٰ ہے یا تلاوت کرنا؟ یہ واہیات ہے۔ شیطان کام سے ہٹانا چاہتا ہے۔ ذکر پورا کرو پھر پڑھو۔ تلاوت کرے، ذکر نہ کرے، یہ بھی ہٹا دیا شیطان نے۔ یہ سارے کام ضروریات میں سے ہیں۔ اسی کا نام ہے بیعت ہونا۔ معلوم کرو پہلے۔

ماہنامہ دعوۃ الحق
رمضان المبارک ۱۴۴۴ھ اپریل 2023ء



روحِ تصوف

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت علی رضی اللہ نے ارشاد فرمایا کہ عمل سے زیادہ اس کا اہتمام کرو کہ وہ عمل مقبول ہو (یعنی سنت کے مطابق کر کے اس کو قبولیت کے لائق بناؤ) کیونکہ تقویٰ واخلاص کے ساتھ کوئی ادنیٰ عمل بھی قلیل نہیں رہتا اور جو عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہو اس کو قلیل کیسے کہہ سکتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو خطاب کر کے فرمایا کہ تم لوگ کثرتِ نوافل اور مجاہدات اصحاب رضی اللہ عنہم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ کرتے ہو۔ اور ان کا حال یہ تھا کہ وہ دنیا سے اعراض اور آخرت کی طرف رغبت میں تم سے زیادہ تھے (خلاصہ یہ ہے کہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے اعمال کا افضل ہونا تو مسلم ہے۔ مگر ان کا اصل عمل کثرتِ نوافل ومجاہدات نہ تھا بلکہ ترکِ دنیا اور فکرِ آخرت تھا۔ معلوم ہوا کہ اجتہاد فی العمل پر زہد کو ترجیح ہے)۔

ایک مرتبہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہیں تشریف لے جا رہے تھے چند آدمی ساتھ ہو لئے تو ارشاد فرمایا کہ آپ لوگوں کو کوئی کام ہے۔ عرض کیا گیا کہ نہیں۔ ارشاد فرمایا کہ اگر ایسا ہے تو آپ سب لوٹ جائیں کیونکہ اس طرح چلنا پیچھے چلنے والے کی ذلت اور جس کے ساتھ چلتے ہیں اس کے ساتھ فتنہ کا (یعنی تکبر میں مبتلا ہو جانے کا) سبب ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ ان کی عقلیں اُٹھالی جائیں گی۔ یہاں تک کہ (ہزاروں میں) ایک آدمی بھی عقلمند نظر نہ آئے گا۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادوں اور بھتیجوں سے فرمایا کرتے تھے کہ علم حاصل کرو۔ اور اگر تم میں اس کی قدرت نہ ہو تو کم از کم اس کو لکھ لو اور اپنے گھروں میں رکھو (تاکہ دوسروں کو نفع پہنچے اور اپنے لئے بھی سبب تذکیر ہو)۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگوں کی حاجتیں تمہارے سے متعلق ہونا یہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں۔ تم ان نعمتوں سے دل تنگ نہ کرو۔ ایسا نہ ہو کہ یہ نعمتیں مصیبتوں سے بدل جائیں۔

حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ جو وسوسہ (کسی گناہ کا) دفعتاً دل میں واقع ہو (اور بار بار اس گناہ کا تقاضا ہو) تو وہ ابلیس کی طرف سے ہے۔ اور اگر ایک ہی معصیت کا تقاضا قلب میں بار بار پیدا ہو تو وہ نفس کی طرف سے ہے سو اس کا علاج یہ ہے کہ صوم وصلوٰۃ اور مجاہدات سے اس کا مقابلہ کیا جائے۔

فائدہ: وجہ یہ ہے کہ شیطان لعین کی غرض تو صرف یہ ہے کہ بندہ کسی معصیت میں مبتلا ہو جائے۔ اگر ایک معصیت کے خیال کو دفع کردیا تو دوسری کسی معصیت کا وسوسہ ڈالنے میں بھی اس کا مقصد حاصل ہے اُسی ایک معصیت کے درپے ہونے کی اس کو ضرورت نہیں۔ بخلاف نفس کے کہ وہ اپنی ایک خواہش پوری کرنے کے درپے ہے۔ جب تک وہ پوری نہ ہوگی یا مجاہدات سے اس کا مقابلہ نہ کیا جائے گا اس کا تقاضا جاری رہے گا۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تمہارے مسلمان بھائی سے کوئی گناہ سرزد ہوجائے تو اُس گناہ کو تو مبغوض سمجھو مگر اس مسلمان سے بغض نہ رکھو۔ جب وہ یہ گناہ چھوڑ دے وہ تمہارا بھائی ہے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ اگر تمہارے بھائی مسلمان کی کسی وقت حالت بدل جائے اور کج روی اختیار کرے تو اس کی وجہ سے اس کو نہ چھوڑو کیونکہ بھائی اگر ایک وقت کج روی کرتا ہے تو دوسرے وقت سیدھا بھی ہوجاتا ہے۔ اور یہی مذہب تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور نخعی رحمۃ اللہ علیہ اور ایک جماعت علماء سلف کا کہ گناہ سرزد ہونے کی وجہ سے مسلمان بھائی سے قطع تعلق نہ کرتے تھے۔ اور یہ حضرات فرماتے تھے کہ عالم کی لغزش کو دوسروں کو کہتے نہ پھرو۔ کیونکہ عالم کی شان یہ ہے کہ اُس سے کسی وقت لغزش ہوجاتی ہے تو دوسرے وقت اُس سے باز آجاتا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اے آدمی تو صرف بدن سے دنیا کے ساتھ رہ اور دل سے اس کو علیحدہ رکھ (یعنی دل حق تعالیٰ کے ساتھ رہے اور دنیا تیرا دلی مقصود نہ بن جائے)۔

حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم میں سے وہ لوگ زیادہ بہتر نہیں ہیں جو آخرت کیلئے دنیا کو بالکل چھوڑ دیں بلکہ زیادہ بہتر وہ ہیں جو دونوں کو (اپنے اپنے درجہ کے موافق) حاصل کرتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مرض ایک ایسی چیز ہے کہ اُس میں ریاء وشہرت کا دخل نہیں ہوسکتا بلکہ وہ تو ثواب محض ہے۔



خدا مالک ہے جو چاہے کرے

حضرت مولانا شرف الدین یحییٰ منیری نور اللہ مرقدہٗ

ہمارا تو حال یہ ہے کہ یہود و ترسا کے کلیسا و بُت خانہ کو ہم سے عار ہے۔
دوسری بات یہ سنو کہ توحید ہر موحد کی توحید کو کہتے ہیں۔ مگر ایک شخص کی توحید سے دوسرے شخص کی توحید کو اتنا فرق ہے جیسے فرش سے عرش کو۔ اس کو وضاحت یوں سمجھو کہ ایک شخص صرف اتنا جانتا ہے کہ وضو اور نماز میں اتنے فرائض ہیں۔ اس کو بھی علم کہیں گے۔ اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے علم کو بھی علم ہی کہیں گے۔ لیکن دونوں میں جو فرق ہے وہ ظاہر ہے۔ اب اگر یہ سوال پیدا ہو کہ ایسا کیوں ہوا؟ ایک شخص ایسا علامہ اور دوسرا اس قدر کم علم؟ جواب یہ ہے کہ ''ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ'' (یہ خدائے تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے)۔ کسی کی مجال نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں یوں کہے کہ ایک شخص کو ایسی عزت تو نے کیوں دی؟ دوسرے کو محروم کیوں رکھا؟ جب بادشاہِ دنیا کو یہ اختیار حاصل ہے کہ ایک کو وزیر ایک کو دربان اور ایک کو چرواہا بنائے تو وہ مالکِ دوجہاں جس کو چاہے دین کی دولت عطا کرے۔ وہ چاہے تو جُلاہوں، خاک روبوں، کنجڑوں، ظالموں اور حرام خوروں کی جماعت سے کسی کو قبول کرلے۔ یہ کہنے کی کس کو طاقت، کس کو یارا کہ

ایسا کیوں کیا؟ ''اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا'' (کیا ہمارے درمیان ان لوگوں پر اللہ نے یہ سب احسان کیا ہے؟)۔ وہاں تو یہ رنگ ہے کہ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ اگر چہ راہزن ہیں، حکم ہوتا ہے کہ اس کو لاؤ یہ میرا مقبول بندہ ہے۔ اور بلعم باعور جس نے چار سو سال تک ریاضت ومجاہدہ کیا اور سجّادہ نشین رہا ہے حکم ہوا کہ اس کو دُور کرو کہ راندۂ درگاہ ہے، عمر رضی اللہ عنہ نے اگر چہ بت پرستی کا شیوہ اختیار کیا، مگر ہم اس کو چاہتے ہیں۔ عزازیل اگر چہ سات لاکھ برس تک عبادت کر چکا ہے ہم اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔ وہ مردودِ بارگاہ ہے۔ اس میں کسی کو مجالِ چون وچرا نہیں ''لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ'' (وہ جو کرتا ہے کسی کی مجال نہیں کہ اس کا سبب پوچھے) ؎

گرگ از رمہ بُرد آنچہ مرادِ دلِ او بود　　گو بادیہ پیمائے ہمی مرد شبان را

(بھیڑیے نے جس کو چاہا گلّہ سے اُٹھا کر لے گیا۔ اب چرواہے سے کہو جنگل جنگل پھرتا رہے)۔

یہی دیکھتے اور جانتے رہو، باوجود اس کے سوگونہ بہتری کی اُمید رکھو۔ اگر وہ لطف کی ایک نظر ڈال دے تو میرے سب عیب ہنر ہو جائیں۔ اور سب نقصان کمال کا رنگ اختیار کر لیں۔ میری بدصورتی جمال بن کر چمک اُٹھے۔ بھائی! تم نہیں

دیکھتے کہ ایک مشتِ خاک جو ہمہ تن ذلیل وخوار اور بے حد پامال، راہ میں پڑی تھی دفعتہً اس کی طرف لطف وکرم کی آنکھیں اُٹھیں ارشاد ہوا ''اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً'' (میں زمین پر اپنا نائب بنانا چاہتا ہوں)۔

دیکھو کیا سے کیا ہوا؟ جب تک اس دنیا میں درد وبلا کی کڑیاں جھیلتے رہو، غم واندوہ کی سختیاں اُٹھایا کرو۔ یہ کوئی سرسری باتیں نہیں۔ ان میں بہتیرے اسرار پوشیدہ ہیں۔ بزرگوں نے کہا ہے اگر یہ درد، یہ بلا، یہ غم اور یہ محبت نہ ہوتی تو نعمتِ بہشتی کی کسی کو خاک بھی لذت نہ ملتی۔ دیکھو، حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام جس وقت بے مشقت بہشت میں گئے انھیں کچھ لذت نہ ملی۔ جب وہ دن آئیں گے کہ تختِ فردوسی پر تم بیٹھوگے، اور راہِ طلب کا ایک ایک کانٹا اپنے پاؤں سے نکالوگے تو اس وقت تم کو اس بات کی حسرت ہوگی اور تم کہوگے کہ افسوس صد افسوس! یہی کانٹا جو میرے پاؤں میں چبھا تھا کاش میری رگِ جان میں پیوست ہوجاتا کہ ہزار گونہ لذت زیادہ حاصل ہوتی۔ کیونکہ اس راہ کے چلنے والوں کو لذت اسی وقت حاصل ہوگی جب ان کا مقصود ان کو مل کے رہے گا۔ اس وقت یہ بات صادق آئے گی کہ مرید مراد تک پہنچا، قطرہ دریا سے جا ملا، مرغ آشیانہ تک پہنچ گیا۔ سب دین اُٹھ گیا کام کی انتہا یہاں تک پہنچی۔ ''اَلْعَبْدُ وَالرَّبُّ، وَالرَّبُّ وَالْعَبْدُ'' (بندہ اور خدا، خدا اور بندہ رہ گیا)۔





اخلاقِ سلف

عارف باللہ حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتاپگڈھی نور اللہ مرقدہٗ

سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اے دوست! میرے سامنے ایک سیاہ گھاٹی ہے، اگر اس سے بچ گیا تو تیرا بُرا کہنا مجھے کچھ نقصان نہ دے گا۔ اور اگر اس سے نہ بچا تو جو کچھ تو کہتا ہے میں اس سے بھی بُرا ہوں۔

ایک عورت نے مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے کہا، اے ریاکار! تو آپ نے فرمایا اے فلانی! تو نے میرا وہ لقب معلوم کرلیا جسے اہل بصرہ بھی نہیں جانتے۔ ابن مقنع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، غصہ کا پینا عذر کرنے کی ذلت سے بہتر ہے کسی نے آپ سے ایک دفعہ غم اور غصہ میں فرق دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا غم تو کسی بڑے آدمی کا تیری آرزو کے برخلاف ہونے سے پیدا ہوتا ہے اور غصہ کمزور آدمی کی تیری مخالفت کرنے سے۔ ابومعاویہ الاسود رحمۃ اللہ علیہ کو اگر کوئی کچھ بُرا بھلا کہتا تو آپ اس کیلئے دُعاء فرماتے۔ ایک آدمی نے بکر بن عبداللہ مزنی رحمۃ اللہ علیہ کو بہت سی گالیاں دیں، آپ خاموش رہے کسی نے آپ سے کہا آپ اُسے کیوں گالیاں نہیں دیتے۔ آپ نے فرمایا، میں اس کی کوئی برائی نہیں جانتا کہ میں اس کو بُرا کہہ سکوں اور بہتان لگانا مجھے جائز نہیں۔

لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی، بیٹا! اگر تو کسی کو دوست بنانا چاہے تو اس پر ناراض ہو، اگر ناراضگی میں بھی تجھ سے انصاف کرے تو اسے دوست بنالے

ورنہ اس سے پرہیز کر۔ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ حلم کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا حلم کی پانچ قسمیں ہیں، تو کونسی دریافت کرتا ہے؟ اولاً حلم عزیزی ہے جو انعام الٰہی ہے۔ آدمی اس کے ذریعہ ظلم کو معاف کرتا ہے اور جو اُسے نہ دے اُسے دیتا ہے، اس کے ذریعہ صلہ رحمی کرتا ہے۔ دوسرا حلم وہ ہے جو آدمی ثواب کی اُمید پر تکلف سے کرتا ہے۔ تیسری قسم حلم کی بُری ہے۔ یعنی انسان ریاءً اپنے ہمنشینوں کے دکھلانے سنانے کیلئے اپنی حق تلفی کرنے والے سے حلم کرے مگر دل میں دشمنی بھری ہو، چوتھا حلم تکبر ہے یعنی دوسرے کو قابل جواب نہیں سمجھتا۔ پانچواں اپنی ذلت اور خواری کے باعث ہے۔ یہ نفیس نکتہ ہے اس کو خوب یاد رکھ۔

سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ جو خواب میں دوسرے پر گذرتی دیکھتے یا دوسرا ان کے متعلق کچھ دیکھتا تو اس سے عبرت حاصل کرتے اور اسے بیہودہ خیال نہ کرتے۔

ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ میں نے موسی بن مہران رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے انتقال کے بعد خواب میں دیکھا اور ان سے اللہ تعالیٰ کے سلوک کے متعلق سوال کیا انھوں نے جواب دیا، جب سے مرا ہوں اُمراء کی ضیافتوں کا حساب دے رہا ہوں۔ ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میں نے حسن بن ذکوان رحمۃ اللہ علیہ کو انتقال کے ایک سال بعد خواب میں دیکھا تو میں نے ان سے حساب وکتاب کے متعلق پوچھا تو انھوں نے فرمایا، میں ابھی تک اس سوئی کے بدلے قید ہوں جس کو میں نے مستعار لیا تھا اور واپس نہیں کیا تھا۔ پھر میں نے دریافت کیا، کونسی قبروں میں زیادہ روشنی ہے، آپ نے فرمایا، مصیبت زدہ کی قبر میں۔





ماہِ صیام

حضرت مولانا قاری صدیق احمد باندوی رحمۃ اللہ علیہ

مبارک ہو مسلمانو! کہ پھر ماہِ صیام آیا
خدا کی رحمتوں اور برکتوں کا اژدحام آیا

خدا کا شکر ہے فصلِ بہار جانفزا آئی
خوشا قسمت کہ پھر سے موسم صوم و قیام آیا

زمانہ آیا کہ لطف باری عام اب ہوگا
نصیب اپنے کہ پھر سے زندگی میں یہ مقام آیا

قیامت میں یہ روزہ ڈھال ہوگا روزہ داروں کی
یہ سرمایہ بھی اپنا کیسے آڑے وقت کام آیا

ہدایت کے صحیفے سب کے سب اس ماہ میں اُترے
اسی ماہِ مبارک میں وہ کلموں کا امام آیا

اسی میں رات اک آئی ہزاروں رات سے بہتر
کہ جس میں چشمۂ رحمت سے بندوں کو سلام آیا

گذاری جس نے اپنی زندگی ساری اطاعت میں
اسی کے واسطے جنت سے دنیا ہی میں جام آیا

دوبارہ زندگی آئی، سکونِ دل ہوا حاصل
زباں پر جب محمد مصطفیٰ ﷺ کا پیارا نام آیا

جو پہنچا حشر میں ثاقبؔ فرشتے سب پکار اُٹھے
محمد ﷺ کے غلاموں کا غلام آیا





روزے کی قضاء اور اس کے کفارہ کا بیان

فقیہ الامت
حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی نور اللہ مرقدہ

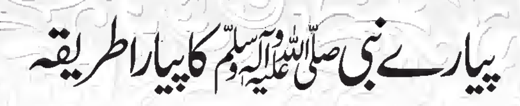
سوال: رمضان میں وہ لوگ جن پر روزہ فرض ہوتا ہے، علانیہ طور پر روزہ داروں کے سامنے کھاتے پھرتے ہیں اور بازاروں میں گھومتے پھرتے ہیں۔ کیا احترامِ رمضان کی شریعت نے کوئی حد مقرر کی ہے؟ کیا مریض اور مسافر کو شرعاً اجازت ہے کہ روزہ داروں کے سامنے کھائیں، رمضان میں ہوٹل میں کھانا روزہ داروں کے سامنے فروخت کرنا کیسا ہے؟

جواب: مریض اور مسافر کو عذر شرعی کی بناء پر (حائضہ ونفساء کی طرح) روزہ داروں کے سامنے نہیں کھانا چاہیے سراً کھائیں۔ بلا عذر شرعی وہ صورت اختیار کرنا جو سوال میں درج ہے سخت جرم ہے اور اس کی سزا بھی بہت سخت ہے، مگر سزا دینا ہر ایک کے بس میں نہیں۔ سزا کیلئے قدرتِ قاہرہ ضروری ہے جو کہ امیر المؤمنین کو حاصل ہوتی ہے۔ جن پر روزہ فرض ہے ان کو کھانا ہوٹل وغیرہ میں کھلانا بھی معصیت اور تعاون علی الاثم ہے۔

سوال: ایک شخص نے کفارہ کے انسٹھ روزے مسلسل رکھے، ساٹھویں روزہ کے دن وہ بیمار پڑ گیا تو کیا از سر نو ساٹھ روزے رکھے یا بعد صحت صرف ایک روزہ رکھے؟

جواب: پھر سے ساٹھ روزے مسلسل رکھے۔





عارف باللہ حضرت اقدس
مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ

فرائض نماز

۱) تکبیرِ تحریمہ۔

۲) قیام (کھڑا ہونا)۔

۳) قرأت (قرآن شریف میں سے کوئی سورۃ یا طویل آیت پڑھنا۔)۔

۴) رکوع کرنا۔

۵) دونوں سجدے کرنا۔

۶) قعدۂ اخیرہ میں التحیات کی مقدار بیٹھنا۔

اگر مندرجہ بالا چیزوں میں سے کوئی بھی چھوٹ جائے تو نماز نہیں ہوگی، دوبارہ پڑھنی ہوگی۔

نوٹ: واجباتِ نماز، مفسداتِ نماز وغیرہ مسائل ''بہشتی زیور'' میں دیکھ کر عمل کریں۔

(پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیاری سنتیں)



گناہ اور اس کے نقصانات

شیخ المشائخ عارف باللہ محی السنہ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آج ہم لوگ زہر کھا رہے ہیں یعنی بڑے بڑے گناہوں میں مبتلا ہیں مگر اس کا تریاق وعلاج یعنی توبہ وشریعت وسنت پر عمل کے لئے تیار نہیں ایسی صورت میں زہر کھانے والا کب تک صحت مند رہ سکتا ہے جس طرح زہر کے استعمال کرنے سے زندگی کے بجائے موت آجاتی ہے اسی طرح ان گناہوں میں سے ایک ایک گناہ یہ بھی جنت کی زندگی کے بجائے جہنم میں پہنچا دیتا ہے اگر اللہ تعالیٰ فضل نہ فرمائے۔

چند گناہ کبیرہ جن پر وعیدیں آئی ہیں۔ جو بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے اور ایک گناہ بھی جہنم میں لے جانے کے لئے کافی ہے۔

(۱۱) عار دلانا۔

یعنی کوئی شخص پہلے کوئی گناہ کرتا تھا اب توبہ کر لی ہے پھر اس شخص سے کہنا کہ تو وہی تو ہے جو غلط دھندہ کرتا تھا چوری کرتا تھا اب ملّا بن گیا ہے۔ مفہوم حدیث ہے عار دلانے والا شخص موت سے پہلے ضرور اس گناہ میں مبتلا ہوگا۔

(۱۲) کسی کے نقصان پر خوش ہونا۔

کبھی ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ نقصان کے اندر مبتلا کر دیتا ہے۔

گناہ کے نقصانات

(۸۴) تعریف کرنے والا خود اس کی برائی کرنے لگتا ہے کیونکہ گنہگار کی عظمت ومحبت دل سے نکل جاتی ہے۔



الایمان بالیوم الاخر (۵)

نظر فرمودہ شیخ المشائخ عارف باللہ محی السنۃ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

قیامت کے بارے میں عقیدے

عقیدہ کی تعریف: دین کی وہ اصولی اور ضروری باتیں جن کا جاننا اور دل سے ان پر یقین کرنا ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے۔

عقیدہ ۱۶:۵ جنت بھی پیدا ہو چکی ہے، جو ایمان والوں ہی کیلئے تیار کی گئی ہے، اس میں طرح طرح کے چین اور نعمتیں ہیں، جنتیوں کو کسی چیز کا ڈر اور غم نہ ہوگا، وہ اس میں ہمیشہ ہمیش رہیں گے، نہ اس سے نکلیں گے اور نہ وہاں مریں گے، یہ اللہ کی رحمت اور انعام کا گھر ہے۔

عقیدہ ۱۷:۵ جن لوگوں کا نام لے کر اللہ اور رسول نے ان کا جنتی ہونا بتلا دیا ہے ان کا جنتی ہونا یقینی ہے، ہم ان کو جنتی مانتے ہیں ان کے سوا کسی اور کے جنتی ہونے کا یقینی حکم نہیں لگا سکتے البتہ اچھی نشانیاں دیکھ کر اچھا گمان رکھنا اور اللہ کی رحمت سے امید رکھنا چاہئے۔

عقیدہ ۱۸:۵ جنتیوں کو جنت میں وہ سب کچھ ملے گا جس کی ان کو خواہش ہوگی، وہاں کی نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت اللہ تعالیٰ کا دیدار ہے جو جنتیوں کو نصیب ہوگا، اِس کے سامنے تمام نعمتیں ہیچ معلوم ہوں گی۔

DAWAT-UL-HAQ

#43 Mulla Street, Pernambut - 635 810. (Vellore Dist.)
Email: mudeer@dawatulhaq.in Phone: 04171-231292
www.dawatulhaq.in



جواہر حکمت

تم سا کوئی ہمدم کوئی دمساز نہیں ہے
ہر وقت ہیں باتیں مگر آواز نہیں ہے
ہم تم ہی بس آگاہ ہیں اس ربطِ خفی سے
معلوم کسی اور کو یہ راز نہیں ہے

(حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ)